https://ataunnabi.blogspot.com/

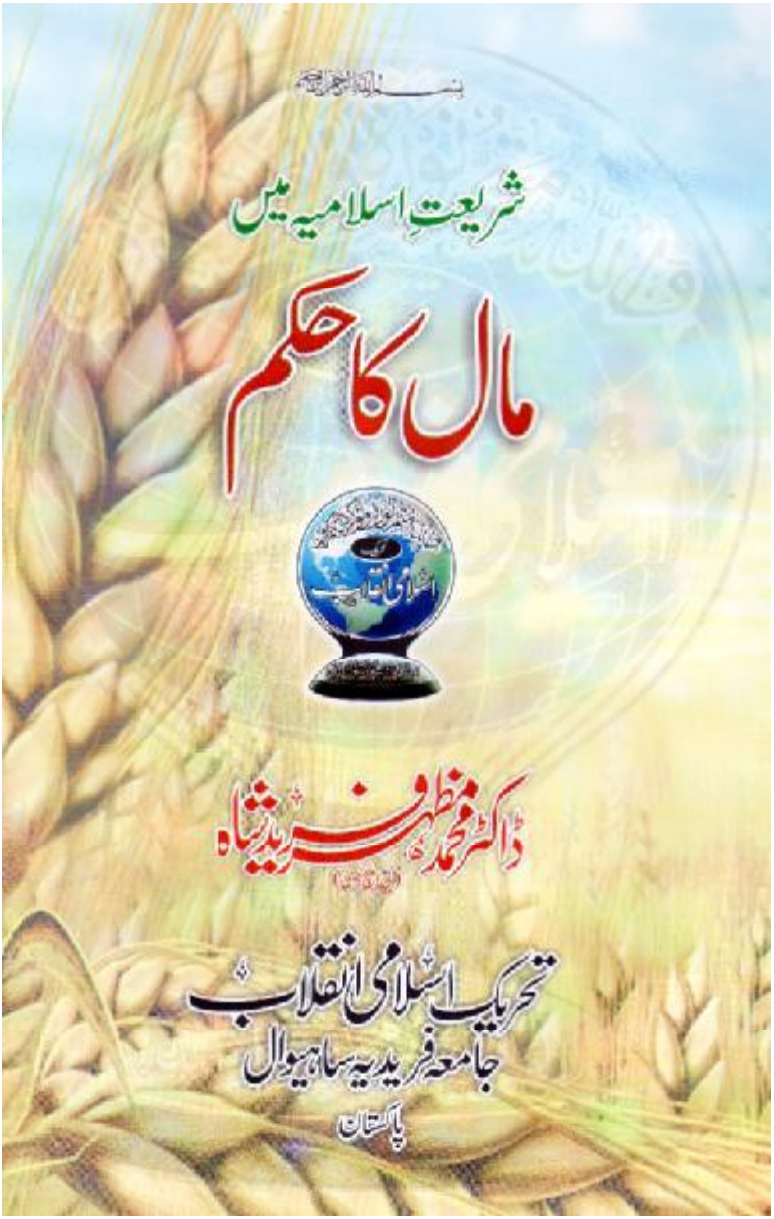

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ حقوق بہ حق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب ---------- مال کا حکم

مصنف ---------- ڈاکٹر محمد مظہر فرید شاہ (پی ایچ ڈی)

کمپوزنگ ---------- محمد ندیم فریدی جامعہ فریدیہ ساہیوال

مطبع ---------- فریدیہ پرنٹنگ پریس لیاقت چوک ساہیوال

040-4221485

تعداد ---------- ایک ہزار

اشاعت ---------- ستمبر 2011ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	**پہلی بحث**: مال کا تعارف	7
2	i مال کا مفہوم	7
3	﴿الف﴾ لغوی مفہوم	7
4	﴿ب﴾ اصطلاحی مفہوم	7
5	ii مال سے متعلق اسلامی تعلیمات	8
6	﴿الف﴾ حصول مال کی ترغیب	8
7	﴿ب﴾ کثرت مال اللہ کی نعمت ہے	8
8	﴿ج﴾ مال دنیا کی زینت ہے	9
9	iii کسبِ مال کے بنیادی ضابطے	10
10	**پہلا ضابطہ**: مال کا حلال اور طیب ہونا	10
11	**دوسرا ضابطہ**: مال خرچ کرنے میں توازن برقرار رکھنا	11
12	**تیسرا ضابطہ**: مصرف کا اسلام کے مطابق ہونا	12
13	iv مال جمع کرنے کے جائز ذرائع	13
14	﴿الف﴾ زراعت	14
15	﴿ب﴾ صنعت	16
16	﴿ج﴾ تجارت	17
17	﴿د﴾ ملازمت	19
18	﴿ھ﴾ دیگر ذرائع	20
19	﴿ر﴾ حصول مال کے ناجائز ذرائع	21

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

20	**دوسری بحث**: حفاظت مال کا ایجابی پہلو	22
21	i ملکیت کا تعارف	22
22	﴿الف﴾ ملکیت کا مفہوم	22
23	1۔ لغوی مفہوم	22
24	2۔اصطلاحی مفہوم	22
25	﴿ب﴾ اموال کی طبعی حیثیت	23
26	﴿ج﴾ ملکیت خاصہ کی حیثیت	23
27	1۔تمام اموال کا مالک اللہ ہے	24
28	2۔اللہ نے اموال کو انسان کیلئے مسخر کر دیا	24
29	3۔انسان اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے	24
30	4۔ملکیت وجہ افتخار نہیں ہے	25
31	5۔مال مقصود نہیں ہے	25
32	ii اسلامی تصور ملکیت	26
33	﴿الف﴾ مال کی شخصی ملکیت	26
34	﴿ب﴾ مال کا استعمال	27
35	1۔ ملکیت رسول کریم ﷺ اور جذبہ ایثار	29
36	**تیسری بحث**: حفاظت مال کا سلبی پہلو	30
37	i مال سے دفع مفاسد کا اخلاقی حصہ	30
38	﴿الف﴾ مال پر ناجائز قبضہ	30
39	﴿ب﴾ رشوت	32
40	﴿ج﴾ اسراف	33

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

41	﴿د﴾ بخل	34
42	﴿ھ﴾ قطع رحمی	35
43	ii مال سے دفع مفاسد کا قانونی حصہ (سزائیں)	36
44	﴿الف﴾ سزائے سرقہ (چوری)	36
45	1۔ سرقہ کا مفہوم	36
46	1.1 لغوی مفہوم	36
47	1.2 شرعی مفہوم	36
48	2۔ ارکان سرقہ	37
49	3۔ نصاب سرقہ	37
50	4۔ سرقہ کی جن صورتوں میں ہاتھ کاٹنا ممنوع ہے	40
51	5۔ چور کا ہاتھ کاٹنے کی شرعی اہمیت	43
52	﴿ب﴾ سزائے حرابہ (ڈاکہ)	44
53	1۔ مفہوم حرابہ	44
54	1.1 لغوی مفہوم	44
55	1.2 اصطلاحی مفہوم	45
56	2۔ڈاکہ کے جرم کی تفصیل اور سزا سے متعلق فقہاء کی آراء	45
57	2.1 ڈاکو کے فقط دھمکانے کی سزا	45
58	2.2 ڈاکو کے فقط لُوٹنے کی سزا	47
59	2.3 ڈاکو کے فقط قتل کرنے کی سزا	48
60	2.4 ڈاکو کے قتل کرنے اور مال لوٹنے کی سزا	48
61	3۔ قرآن وسنت میں محاربین کی سزا کا حکم	49

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پہلی بحث مال کا تعارف

i مال کا مفہوم

﴿الف﴾ لغوی مفہوم

ابن منظور افریقی مال کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مال (جس کی جمع اموال ہے) کا مادہ م، و، ل ہے۔ انسان جس شئ کا بھی مالک ہوسکتا ہے اُسے مال کہا جاتا ہے۔ ابن اثیر کا کہنا ہے کہ مال کا اطلاق دراصل ملکیت میں آئے ہوئے سونے اور چاندی پر ہوتا تھا مگر بعد میں ہر اُس شئ کو بھی مال کہا جانے لگا جو مملوک ہو سکے۔ اہل عرب اکثر و بیشتر اونٹوں پر لفظ مال کا اطلاق کرتے تھے کیوں کہ یہی اُن کی دولت تھی۔ جب کوئی شخص صاحب ثروت ہوجاتا تو اہل عرب اُس کی بابت یوں کہا کرتے تھے۔

''ومال الرجل یمول و یمال مولا و مؤولا ''(1)

''مال'' کی تصغیر '' مُوَیْلٌ '' ہے۔

﴿ب﴾ اصطلاحی مفہوم

''مایمیل الیہ الطبع ویمکن اِدخارُہ لوقت الحاجۃ ''(2)

یعنی مال اُسے کہتے ہیں جس کی طرف طبیعت میلان کرے اور وقتِ ضرورت کیلئے اُسے ذخیرہ کیا جاسکے۔

---

(1) ابن منظور افریقی ، لسان العرب ، ص635/11

(2) ابو زہرۃ ، الملکیہ و نظریۃ العقد ، ص43

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ii مال سے متعلق اسلامی تعلیمات

حفاظت مال کا تصور اس وقت ابھرتا ہے کہ جب پہلے مال موجود ہو اگر مال ہی موجود نہیں تو اس کی حفاظت کیلئے بھی اہتمام نہیں کیا جاسکتا۔ شریعت اسلامیہ میں مال کی حیثیت ملاحظہ ہو۔

﴿الف﴾ حصول مال کی ترغیب

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ }(1)

یعنی جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے فضل (روزی) کو تلاش کرو۔

نیز فرمایا

{إِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ }(2)

یعنی اللہ کے سوا جن کو تم پوجتے ہو وہ تمہاری روزی کے مالک نہیں ہیں
سو تم اللہ کے پاس سے روزی تلاش کرو۔

نیز فرمایا

{ وَآخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ }(3)

یعنی اور کتنے ہی دوسرے لوگ ہیں جو زمین میں اللہ کے رزق کو تلاش کرتے ہیں۔

﴿ب﴾ کثرت مال اللہ کی نعمت ہے

مال کی فراوانی کو نعمت قرار دیا گیا۔

{ وَأَمْدَدْنَاكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ }(4)

یعنی (اے بنی اسرائیل) ہم نے تمہیں مالوں اور بیٹوں سے مدد دی۔

(1) جمعہ، 10:62
(2) عنکبوت، 17:29
(3) مزمل، 20:73
(4) بنی اسرائیل، 6:17

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

{ وَيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ }(1)

یعنی (تم اللہ سے معافی مانگو۔۔۔) اور مال اور بیٹوں سے اللہ تمہاری مدد کرے گا۔

﴿ج﴾ مال دنیا کی زینت ہے

{ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا }(2)

یعنی مال اور بیٹے دنیوی زندگی کی زینت ہیں۔

اللہ جل جلالہ نے انبیاء و مرسلین کو کثرت اموال سے سرفرازی عطا فرمائی، سلیمان علیہ السلام پر اس انعام کو بطور خاص ذکر کیا۔ نبی آخر الزماں نبی کریم ﷺ کو حاجتمند پا کر اللہ جل جلالہ نے غنی فرما دیا۔(3)

قرآن مقدس کی تصریحات سے واضح ہو گیا کہ شریعت اسلامیہ جائز اموال کو اللہ جل جلالہ کا انعام قرار دیتی ہے تاہم ناجائز مال کو وبال جان قرار دیا گیا ہے۔

مال کی محبت حد سے بڑھ جائے تو یہی مال انسان کو تنزل اور پسپائی کی طرف لے جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ }(4)

اور جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اَولاد سب فتنہ ہیں۔

نیز فرمایا

{ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ }(5)

---

(1) نوح، 12:71
(2) الکہف، 46:18
(3) الضحیٰ، 8:93
(4) الانفال، 28:8
(5) التوبہ، 55:9

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی تمہیں اُن کے اموال اور ان کے اولاد (کی کثرت) پریشان نہ کردے اللہ یہی چاہتا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ان چیزوں سے ان پر وبال ڈالے اور کفر پر ہی ان کی جان نکل جائے۔

iii کسبِ مال کے بنیادی ضابطے

جب کوئی شخص کسب مال کیلئے پیش قدمی کرتا ہے تو شریعت اسلامیہ نہ تو اُسے آزاد چھوڑتی ہے کہ مال جیسا بھی، جتنا بھی ہو جیسے چاہے ویسے ہی اکٹھا کرلے اور نہ ہی کاسبِ مال کو اس قدر جکڑ دیتی ہے کہ وہ کچھ کر ہی نہ سکے بلکہ شریعت اسلامیہ کاسبِ مال کو معتدل اور متوازن راستہ عطا کرتی ہے۔ درج ذیل میں تین بنیادی ضابطوں کو ذکر کیا جاتا ہے۔

پہلا ضابطہ :مال کا حلال اور طیب ہونا

{ يَاأَيُّهَاالنَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّباً وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِيْن }(1)

یعنی اے لوگو! جو کچھ زمین میں ہے اُس میں سے حلال طیب کھاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی مت کرو بلاشبہ وہ تمہارے لئے کھلا ہوا دشمن ہے۔

مزید فرمایا

{ وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلَالًا طَيِّباً }(2)

یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو رزق دیا ہے اُس میں سے حلال طیب کھاؤ۔

مزید فرمایا

{ يَاأَيُّهَاالرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْاصَالِحاً اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ }(3)

یعنی اے پیغمبرو! تم پاک چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو بلاشبہ جو تم عمل کرتے ہو میں اُسے جاننے والا ہوں۔

(1) البقرہ، 168:2
(2) المائدہ، 88:5
(3) المومنون، 51:23

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مذکورہ آیات کی روشنی میں معلوم ہوا کہ جو شئ ناحق لی گئی اور صحیح طریقہ کار سے حاصل نہیں کی گئی بلکہ سود، رشوت، جوا، ظلم، غصب، دھوکہ، خیانت اور چوری جیسے ناپاک ذرائع سے حاصل کی گئی وہ بھی حرام ہے کیوں کہ وہ طیب نہیں ہے پس ہر خبیث شئ حرام ہے خواہ وہ خبث باہر کے اسباب وذرائع سے اس میں آیا ہو یا اس شئ کے اندر موجود ہو، جیسا کہ کھانے پینے کی اشیاء میں سڑ کر بُو آجانا (1)

دوسرا ضابطہ: مال خرچ کرنے میں توازن برقرار رکھنا

فضول خرچی کو شیطانی عمل قرار دیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ مال خرچ کرنے میں انسان کو توازن برقرار رکھنے کا پابند بنادیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ }(2)

یعنی اور فضول خرچی ہرگز نہ کرو بے شک اخراجات میں حد سے تجاوز کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔

(امسك عليك بعض مالك فهوخير لك) (3)

(حضرت کعب فرماتے ہیں جب میں نے اپنے سارے مال کو صدقہ کردینے کا ارادہ کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا) کہ اپنے مال میں سے کچھ بچاؤ یہ تمہارے حق میں بہتر رہے گا۔

مزید فرمایا

(ان تدع ورثتك اغنياء خير من ان تدعهم عالة يتكففون الناس في ايديهم)(4)

یعنی اپنے ورثاء کو صاحب مال چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ وہ محتاج رہ جائیں اور بھیک مانگتے پھریں۔

(1) ابن كثير ، تفسير ،ص 303/1
(2) بنى اسرائيل ، 27:17
(3) البخارى ،الجامع الصحيح،كتاب مسند المكيين باب حديث كعب بن مالك الانصارى،ص 454/3
(4) البخارى،الجامع الصحيح ،كتاب الوصايا، باب ان يترك ورثته اغنياء خيرمن ان يتكففواالناس، رقم 2591، ص1006/3

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ } (1)

یعنی اور اپنے ہاتھ کو نہ تو اپنی گردن کے ساتھ ہی باندھ لو (یعنی بخل نہ کرو) اور نہ ہی بالکل کھول دو (یعنی اسراف نہ کرو)

تیسرا ضابطہ: مصرف کا اسلام کے مطابق ہونا

مال خرچ کرنے میں انسان کو کھلا نہیں چھوڑا گیا بلکہ مالک مال کے اختیارات کو اسلامی چاہت کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے بلکہ یہاں تک کہ مصرف پر خرچ کر سکنے کی صلاحیت سے عاری شخص کو اُس کے اپنے ہی مال پر تصرف کرنے سے روک دیا جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا }(2)

یعنی بے عقلوں کو ان کے وہ اموال مت دو جنہیں اللہ نے تمہارے لئے بسر اوقات کیا ہے، اور انہیں اسی میں سے کھلاؤ اور پہناؤ اور ان سے اچھی بات کہو۔

مال کا مالک ہی جملہ اختیارات کا حامل نہیں ہے بلکہ شریعت اسلامیہ نے اس کے اختیارات کو استحکام معاشرت کی خاطر قدرے محدود کر دیا ہے اور دوسروں کے حصہ کا احساس دلا کر مالک مال کی ہوس سیم وزر کو فرو کیا ہے۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلْ مَا أَنفَقْتُم مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۗ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ }(3)

---

(1) بنی اسرائیل ، 29:17

(2) النساء ، 5:4

(3) البقرۃ ، 215:2

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی وہ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا خرچ کریں آپ فرما دیجئے کہ مال میں سے جو کچھ بھی خرچ کرو پس والدین کیلئے ہو اور قرابت والوں کیلئے اور یتیموں کیلئے اور مسکینوں کیلئے اور مسافروں کیلئے اور تم جو بھی نیکی کرو بلاشبہ اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

نیز فرمایا

{يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ }(1)

یعنی وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں کہہ دیجئے کہ حاجت سے زائد مال۔

قرآن مقدس میں متعدد مقامات پر اسی مفہوم کو ظاہر کیا گیا ہے۔

iv مال جمع کرنے کے جائز ذرائع

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ہر شخص کو کارخانہ قدرت سے استفادہ کیلئے مساوی قرار دیا ہے۔ روشنی، پانی مٹی، آگ، ہوا، سمندر، پہاڑ، جنگل غرض یہ کہ جسے بھی مخلوق کہا جا سکتا ہے اس سے فائدہ لینے کیلئے ہر شخص مساوی حیثیت کا مالک ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ طاقتور افراد کیلئے، مخصوص خاندانوں اور جری قبائل کیلئے زیادہ رعایت ہو، بہ نسبت کمزور افراد، لاچار خاندان اور مقہور قبائل کے غرض یہ کہ حق معیشت میں سبھی برابر ہیں اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے قرآن مقدس میں اس حق تساوی کا اظہار اس طرح فرمایا ہے۔

{ هُوَالَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعاً }(2)

یعنی اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لئے وہ سب کچھ پیدا کیا جو زمین میں ہے

نیز فرمایا

{ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرَازِقِيْنَ }(3)

---

(1) البقرہ، 219:2
(2) البقرہ، 29:2
(3) الحجر، 10:15

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی اور ہم نے تمہارے لئے زمین میں معیشت کے سامان بنا دیئے اور ان کیلئے (بھی) کہ جنہیں تم روزی نہیں دیتے ہو۔

تمام انسانوں کے معاشیات کے منابع اور ذرائع میں مساوی ہونے کے مفہوم کو اللہ تعالیٰ نے مزید وضاحت کے ساتھ اس طرح فرمایا۔

{ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَا اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ سَوَاۗءً لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ }(1)

یعنی اور اس (زمین) میں اس کے اوپر سے لنگر (پہاڑ) ڈالے اور اس میں برکت رکھی اور اس میں اس کے بسنے والوں کی روزیاں مقرر کیں (یہ تمام عمل) چار دن میں ہوا ان کی خوراکیں سب حاجت مندوں کیلئے برابر ہیں۔

آیات قرآنی سے معلوم ہوا کہ ہر شخص طلب منفعت میں جملہ وسائل اور ذرائع پیداوار میں دوسروں کے ساتھ برابر کا شریک ہے۔ اللہ جل جلالہ نے بعض ذرائع آمدن کی تعریف وتوصیف کر کے لوگوں کو ان کے اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ان میں سے بعض معروف ذرائع حسب ذیل ہیں۔

﴿الف﴾ زراعت

اللہ تعالیٰ نے زمین کے اندر قوت نابتہ کو ودیعت کر دیا ہے اس کے ذریعہ انسانوں کی ضروریات کی تکمیل ہوتی ہے، زراعت، باغبانی، شجر کاری کے نعمت ہونے کی بابت ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَهُوَالَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا }(2)

---

(1) حٰمٓ السجدۃ، 10:41

(2) الانعام، 99:6

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا، پھر ہم نے اُس کے ذریعہ ہر قسم کی نبات اُگائیں پھر اُس سے سرسبز شاخیں پیدا کیں جن سے ہم تہہ بہ تہہ دانے نکالتے ہیں۔

حلال زراعت کی عظمت کو حضور ﷺ نے ان کلمات سے واضح فرمایا ہے۔

(مـا من مسلم یغرس غرسا او یزرع زرعا فیأکل منه طیر او انسان او بهیمة الا کان له به صدقة) (1)

یعنی جو مسلمان بھی کوئی درخت لگاتا ہے یا کوئی کھیت اُگاتا ہے اس سے کوئی پرندہ انسان یا جانور کھائے تو وہ اس کا صدقہ ہو جاتا ہے۔

آیت قرآنی اور حدیث نبوی ﷺ سے کاشتکاری، شجرکاری کی عظمت کا احساس ہوتا ہے جبکہ صحیح للبخاری کی ایک روایت میں زراعت کی مذمت مذکور ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے کاشتکاری کے آلات دیکھ کر کہا "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس قوم کے گھروں میں یہ آلات ہوں گے اللہ تعالیٰ ان پر ذلت اور رسوائی مسلط کر دے گا (2)

اسی طرح جامع ترمذی میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا، زمین اور جائیداد نہ بناؤ پھر تم دنیا میں رغبت کرو گے۔ (3)

فقہاء اسلام نے ان تنبیہات کی وضاحت میں لکھا ہے کہ ان تنبیہات کا محمل وہ لوگ ہیں جو کاشتکاری میں حد سے زیادہ مصروف ہوں جس کی وجہ سے ان کے فرائض اور واجبات فوت ہو جائیں۔

اسی طرح ایسی نباتات کہ جو انسان کیلئے مضر ہیں ان کا کاشت کرنا بھی ناجائز ہے۔

---

(1) البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاشربة، فضل الزرع والغرس اذا اکل منه رقم 2195، ص 817/2

(2) البخاری، الجامع الصحیح، کتاب المزارعة، باب ما یحذر من عواقب الاشتغال بالة الزرع او مجاوزة، رقم 2196، ص 817/2

(3) البخاری، الجامع الصحیح، کتاب المزارعة، باب ما یحذر من عواقب الاشتغال بالة الزرع او مجاوزة، رقم 1995، ص 817/2

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

﴿ب﴾ صنعت

مال حاصل کرنے کا دوسرا ذریعہ صنعت وحرفت ہے زمینی پیداوار سے وہی لوگ زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرتے ہیں کہ جو صنعت کی طرف متوجہ ہوتے، صنعتوں کی مضبوطی مال حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، اللہ جل جلالہ نے قرآن مقدس میں متعدد صنعتوں کا ذکر کر کے صنعتوں کی عظمت کو واضح کر دیا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی بابت فرمایا۔

{ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ اَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ }(1)

یعنی ہم نے لوہے کو اُن کیلئے نرم کر دیا کہ زرہیں بناؤ اور ان کی کڑیاں ٹھیک طریقہ سے جوڑیں۔

دوسرے مقام پر فرمایا

{ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ }(2)

یعنی اور ہم نے اُنہیں تمہارے لئے زرہ بنانے کی صنعت سکھادی تھی تا کہ لڑائی میں تمہارا بچاؤ کرے پھر کیا تم شکر گزار ہو؟

لوہے کے ذریعہ مصنوعات کی طرف رغبت دلاتے ہوئے صنعت کو فروغ دینے کیلئے اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا۔

{ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ }(3)

یعنی اور ہم نے لوہا اُتارا جس میں سخت قوت ہے، اور لوگوں کیلئے منافع بھی ہیں

حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کی بابت ارشاد فرمایا۔

{ وَاَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ }(4)

---

(1) سبا، 11:34
(2) الانبیاء، 80:21
(3) الحدید، 25:57
(4) السباء، 12:34

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی اور ہم نے اُس کیلئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہایا اور جنوں میں سے وہ جو اس کے آگے کام کرتے، اُس کے رب کے حکم سے۔

﴿ج﴾ تجارت

اللہ جل جلالہ نے مال حلال کو حاصل کرنے کیلئے تجارت کی ترغیب عطا کی ہے اور تجارت کو اللہ کا فضل تلاش کرنے سے تعبیر کیا ہے مال حلال کے حصول کیلئے سفر کرنے والوں کو مجاہدین فی سبیل کے ساتھ ذکر کر کے تجارت کی اہمیت میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَآخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَآخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ }(1)

یعنی کچھ لوگ اللہ کے فضل کی تلاش میں سفر کریں گے اور کچھ لوگ اللہ کی راہ میں قتال کریں گے، سمندر میں کشتی رانی تجارت کا ایک اہم ذریعہ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کے اس ذریعہ کو بھی اہتمام کے ساتھ ذکر کیا تا کہ مال حاصل کرنے کیلئے تجارت کو فروغ ملے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ }(2)

یعنی اور تم دیکھتے ہو کہ اس میں کشتیاں پانی کا سینہ چیرتی ہوئی چلتی ہیں تا کہ تم اُس کا فضل تلاش کرو اور اس کا شکریہ ادا کرو۔

اسی مضمون کو قدرے اضافہ کے ساتھ قرآن مقدس میں دوسرے مقام پر فرمایا۔

---

(1) المزمل، 20:73

(2) فاطر، 12:35

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

{ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيٰحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ }(1)

یعنی اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ ہواؤں کو خوشخبری دینے اور تمہیں اپنی رحمت کا پیغام دینے کیلئے بھیجتا ہے اور تا کہ کشتیاں اس کے حکم سے چلیں اور تم اس کا فضل تلاش کرو اور اس کے شکر گزار بنو۔

مگر واضح رہے کہ تجارت وہی مستحسن ہے جسے اختیار کرتے ہوئے انسان دینی ذمہ داریوں سے تساہل نہ برتے ، ایسے لوگ جو تجارت میں بھی مشغول ہوتے ہیں مگر دیگر دینی فرائض سے غفلت نہیں برتتے ، اللہ تعالیٰ انہیں تحسین عطا فرماتا ہے۔

{ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءِ الزَّكٰوةِ }(2)

یعنی (مساجد میں ایسے) مرد (ہیں) جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کی یاد اور نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے سے غافل نہیں کرتی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے تجارت کو بطور پیشہ اختیار کیا ہے۔ اس سے بھی تجارت کی عظمت کا احساس ابھرتا ہے، تاجر برادری کی تعریف و توصیف فرما کر پیشہ تجارت کی خوب عزت افزائی فرمائی ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

(التاجر الصدوق الامين مع النبيين والصديقين والشهداء)(3)

یعنی سچا دیانت دار تاجر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

اس میں شک نہیں کہ حضور ﷺ نے تاجروں کی عظمت کا اظہار فرمایا ہے مگر اس عظمت کا محمل صرف وہی تاجر ہیں جو اسلامی دستور کے مطابق تجارت کرتے ہیں اور ایسے تاجر جو اپنا مال بیچنے کی غرض سے زیادہ قسمیں اُٹھاتے ہیں ، مال کی غلط تعریف کرتے ہیں ، گاہکوں کو کسی بھی شکل میں دھوکہ

---

(1) الروم ، 46:30

(2) النور ، 37:24

(3) ترمذی ،السنن،کتاب البیوع ،باب ماجاء فی التجار وتسمیۃ النبی ایاھم ، رقم 7394، ص243/3

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیتے ہیں یا ممنوعہ بیوع کو اختیار کرتے ہیں، تو ایسے افراد بیان کردہ عزت واحترام میں شامل نہیں ہیں، ایسے تاجروں کیلئے نبوی وعیدان کلمات میں موجود ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا

(ان التجار یبعثون یوم القیامۃ فجارا الا من اتقی اللہ و بر و صدق)(1)

یعنی تاجر لوگ قیامت کے دن فاجر کی صورت میں اٹھائے جائیں گے سوائے ان تاجروں کے جو اللہ سے ڈرتے ہیں، نیکی کرتے رہے اور سچ بولتے رہے۔

﴿د﴾ ملازمت

اپنی خدمات کو کسی کیلئے وقف کر کے مال حاصل کرنا ملازمت کہلاتا ہے۔ مال حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ملازمت بھی ہے بشرطیکہ ملازم اُس منصب کا اہل ہو اگر کوئی ملازم خود کو اس منصب کا اہل ظاہر کرتا ہے مگر وہ اہلیت کا حامل نہیں ہے یا اہلیت تو رکھتا ہے مگر اپنے منصب کے ساتھ عدل نہیں کرتا بلکہ غلط روش اختیار کرتا ہے تو ایسا ملازم اسلام کی نظر میں معتوب قرار پاتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

(القضاۃ ثلثۃ واحد فی الجنۃ واثنان فی النار فاما الذی فی الجنۃ فرجل عرف الحق فقضیٰ بہ و رجل عرف الحق فجار فھو فی النار ورجل قضی للناس علی جھل فھو ایضا فی النار(2)

یعنی قاضی تین قسم کے ہیں ان میں سے ایک جنت میں جائے گا اور دو جہنم میں جائیں گے تو جنت میں وہ قاضی جائے گا کہ جس نے حق کو پہچانا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا لیکن جس نے حق کو پہچاننے کے باوجود ظلم کیا وہ جہنم میں جائے گا اور وہ شخص بھی جہنم میں جائے گا جس نے جہالت کی بناء پر فیصلہ کیا۔

مال حاصل کرنے کیلئے ملازمت کا حصول نہایت ہی حساس کام ہے اور ملازمت کا حصول اُس

(1) ابن ماجہ ،سنن، کتاب التجارات، باب التوقی فی التجارۃ رقم 2146، ص 726/2

(2) ابو داؤد، سنن، کتاب الاقضیۃ، باب فی القاضی یخطی رقم 3573، ص 299/3

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وقت تو مزید حساس ہو جاتا ہے جب کہ معاملہ حکومتی منصب سے متعلق ہو۔ حضور ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ سے فرمایا تھا۔

(یا عبد الرحمن لا تسأل الامارۃ فانك ان اعطیتھا عن مسئلۃ و کلت الیھا و ان اعطیتھا من غیر مسألۃ اعنت علیھا)(1)

یعنی اے عبدالرحمٰن امارت کا سوال نہ کرنا کیوں کہ اگر تمہیں سوال کے بعد امارت ملی تو تم اُس کے سپرد کر دیئے جاؤ گے (تم تائید الٰہی سے محروم ہو گے) اور اگر تمہیں سوال کے بغیر امارت ملی تو اللہ کی طرف سے تمہاری مدد کی جائے گی۔

منصب کا سوال کرنے کے حوالہ سے یہ امر پیش نظر رہے کہ اگر کوئی شخص یہ جانتا ہے کہ مجھ سے بہتر منصب ملازمت سنبھالنے والے موجود ہیں تو یہ شخص منصب طلب نہ کرے اور یہ شخص اگر سمجھتا ہے کہ اگر اس منصب کو میں نے طلب نہ کیا تو معاملات اُلجھ جائیں گے، نظام درہم برہم ہو جائے گا تو ایسی صورت میں منصب خاص کو طلب کیا جا سکتا ہے جیسا کہ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام نے وزارت خزانہ کا منصب طلب کر لیا تھا، قرآن مقدس اس عہدہ طلبی کی خبر ان کلمات سے دیتا ہے۔

{ اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ }(2)

یعنی ملک کے خزانوں پر مجھے مامور کر دیجئے میں حفاظت کرنے والا بھی ہوں اور علم رکھنے والا بھی۔

جس ملازمت میں گناہ کا ارتکاب لازم آتا ہو یا گناہ پر تعاون لازم آتا ہو تو ایسی ملازمت کو اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔

﴿۵﴾ دیگر ذرائع

مال حاصل کرنے کے دیگر جائز ذرائع بھی ہیں جیسے مزارعت، مکانوں اور دکانوں کے کرائے، معدنیات، دفینے، رکاز، بوقت حاجت وضرورت سوال کرنا وغیرہ

(1) مسلم ۔ الجامع الصحیح، کتاب الایمان ، باب ندب من حلف یمینا فرأی غیرھا.... رقم 1652، ص1273/3

(2) یوسف ، 55:12

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

﴿ر﴾ حصول مال کے ناجائز ذرائع

ناجائز بیوع (ملامسہ، منابذہ، کنکری پھینکنے والی بیع، دھوکے والی بیع، حمل کی بیع، بیع غرر، بیع نجش، تلقی جلب، بیع مصراۃ، بیع قبل القبض، بیع محاقلہ، بیع مزابنہ، مخمرات کی بیع، کتوں اور بلوں کی بیع (حفاظتی اور شکاری کتوں کی بیع درست ہے) ربوالفضل، ربوالنسیہ فاحشہ عورت کی کمائی، نجومی کی کمائی، سرقہ، ڈاکہ زنی، رشوت، احتکار، اکتناز، ملاوٹ وغیرہ یہ حصول مال کے ناجائز ذرائع ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسری بحث حفاظت مال کا ایجابی پہلو

i ملکیت کا تعارف

حفاظت مال کے ایجابی پہلو میں تصور ملکیت بنیادی حیثیت کا حامل ہے کیوں کہ جب تک ملکیت کا تصور واضح نہیں ہوتا تب تک مال کی نگرانی اور تصرف وتملیک کا معاملہ بھی حل نہیں ہوسکتا، اس لئے ضروری ہے کہ حفاظت مال کے ایجابی پہلو میں سب سے پہلے شریعت اسلامیہ کا مفہوم ملکیت واضح کیا جائے۔

﴿الف﴾ ملکیت کا مفہوم

1 لغوی مفہوم

''احتواء الشئ مع القدرة على الاستبداد به ''(1)

یعنی کسی شئ کے تصرف پر قدرت کا ہونا (ملکیت کہلاتا ہے)

2 اصطلاحی مفہوم

کمال الدین ابن الہمام لکھتے ہیں۔

''فالملك هو قدرة يثبتها الشارع ابتداء على التصرف ''(2)

یعنی ملک اس قدرت کو کہا جاتا ہے جسے شارع نے اصالتا (نہ کہ وکالتہ) تصرف کیلئے ثابت کر دیا ہو

ملکیت کی مندرجہ بالا تعریف سے چند امور ظاہر ہوئے۔

یہ کہ ملکیت کا ثبوت شارع کی طرف سے ہوتا ہے۔

یہ کہ ملکیت انسان اور مال کے درمیان پائے جانے والے اس تعلق کو کہا جاتا ہے جسے شارع نے

---

(1) فیروز آبادی مجددالدین، القاموس المحیط، مادۃ ملك، ص320/3

(2) ابن الہمام، کمال الدین، فتح القدیر مع الہدایہ، ص3/3

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پختہ کیا ہو اور اس مال کو انسان کیلئے اس طرح سے مخصوص کیا ہو کہ شرعی حدود میں رہتے ہوئے وہ انسان مال سے فائدہ حاصل کر سکتا ہو۔

یہ کہ ملکیت کا قیام اُس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک کہ وہ شئ شرعی تصرف کے ساتھ مالک کی ملکیت سے نکل نہ جائے۔

﴿ب﴾ اموال کی طبعی حیثیت

اموال کی طبیعت کا تقاضا ہے کہ وہ ملکیت کو قبول کرتے ہیں تاہم بعض اموال اپنے نفع کی عمومیت کے بہ سبب مملوک نہیں ہو سکتے جیسے شارع عام، نہریں، پل، خودرو گھاس، چشموں کا پانی، عوامی سرائے اور قلعہ وغیرہ

جب تک نفع رسانی کی یہ عمومی حیثیت برقرار رہتی ہے تب تک یہ اموال مملوکیت سے خارج رہتے ہیں اور جب ان کی یہ صفات متغیر ہو جاتی ہیں تو پھر یہ اموال اپنے اصل کی طرف پلٹ آتے ہیں یعنی اپنی طبعی حیثیت میں آجاتے ہیں اور ان کے اندر پھر سے ملک اور تملیک کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جب اموال اپنی طبعی حیثیت میں کسی کے قدرت اور تصرف میں ہوتے ہیں تو اس وقت ان اموال پر ملکیت خاصہ کا ظہور ہوتا ہے۔

﴿ج﴾ ملکیت خاصہ کی حیثیت

ملکیت خاصہ کا نظریہ صرف اسلام نے ہی پیش نہیں کیا بلکہ یہ نظام امم سابقہ میں بھی متعارف تھا۔ بنی اسرائیل، رومان، یونان، عرب قبل از اسلام نظریہ ملکیت خاصہ ہی کے حامل تھے۔(1) ملکیت خاصہ کا نظریہ انسانی فطرت سے متعلق ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اس فطری نظریہ کو برقرار رکھا مگر مال میں تصرف کرنے والے کو چند شرعی ضابطوں کا پابند بھی بنا دیا تا کہ اموال میں تصرف بگاڑ

---

(1) الدکتور علی عبدالواحد والدکتور حسن شماتہ ، قصۃ الملکیۃ فی العالم ،ص3

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کا شکار نہ ہونے پائے۔

اسلام ملکیت خاصہ کو معتدل اور متوازن دیکھنا چاہتا ہے اس غرض سے اسلام نے انسان کو چند نظریات عطا کئے ہیں اُن میں سے اہم درج ذیل ہیں۔

1 تمام اموال کا مالک اللہ ہے

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ساری کائنات کو پیدا کیا ہر مال اُس کا مملوک ہے۔قرآن مقدس میں متعدد مقامات پر اس نظریہ کا اظہار کیا گیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی }(1)

یعنی اللہ ہی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور جو کچھ بھی تحت الثریٰ میں ہے۔

2 اللہ نے اموال کو انسان کیلئے مسخر کر دیا

مال میں تصرف کرنے والے میں جس دوسرے نظریہ کو اللہ تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے وہ اپنی قدرت و طاقت اور انسان کی متصرفانہ حیثیت سے متعلق ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِیْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ }(2)

یعنی اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے سمندر کو مسخر کیا تا کہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں اور تا کہ تم اس کا فضل (رزق) تلاش کرو اور تا کہ تم شکریہ ادا کرو۔

3 انسان اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے

اللہ جل جلالہ نے جب انسان کو یہ فکر عطا فرما دی کہ ہر مال کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اُس نے اموال کو

---

(1) طٰہٰ، 6:20

(2) الجاثیہ، 12:45

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تمہارے تصرف میں دے دیا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ ہونے کا احساس دلایا تا کہ تصرفات مالیہ میں اس کی رضامندی کو تلاش کیا جائے۔ اور اس کے حکم کے مطابق عمل کیا جائے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ هُوَالَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلَآئِفَ فِی الْاَرْضِ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَیْهِ كُفْرُهٗ وَلَا یَزِیْدُ الْكٰفِرِیْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا }(1)

یعنی وہی ہے جس نے تمہیں زمین سے اگلوں کا جانشین کیا تو جو کفر کرے تو اس کا کفر اسی پر پڑے اور کافروں کو انکا کفر انکے رب کے یہاں نہیں بڑھائے گا مگر بیزاری۔

4 ملکیت وجہ افتخار نہیں ہے

مال کا مالک ہونا، یہ وجہ افتخار نہیں ہے اگر ملکیت وجہ شرافت ونجات ہوتی تو ہر مالدار کو صاحب اخلاق وکردار ہونا چاہئے تھا اللہ جل جلالہ نے قرآن مقدس میں تقویٰ وپرہیز گاری کو معیار شرافت قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ }(2)

یعنی اللہ کی بارگاہ میں تمہارا زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہے

5 مال مقصود نہیں ہے

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے مال کی جمع آوری کو مقصود زندگی قرار نہیں دیا بلکہ زندگی بسر کرنے کا ایک ذریعہ قرار دیا ہے۔ انسان اپنی ساری توانائیاں حصول مال کیلئے ہی صرف کر دے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ بات لائق ستائش نہیں ہے۔ قابل تعریف امر تو یہ ہے کہ انسان اپنی تمام تر قوتوں کو

---

(1) فاطر، 39:35
(2) الحجرات، 13:49

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ذات باری تعالیٰ کی تلاش میں لگا دے اللہ تعالیٰ نے اس فکر کو قرآن مقدس کے ذیل کلمات سے ظاہر فرمایا۔

{ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ }(1)

یعنی تم جو کچھ بھی راہ خدا میں خرچ کرتے ہو تمہیں اُس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور تمہارے اوپر ظلم نہ کیا جائے گا۔

نیز فرمایا

{ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ }(2)

یعنی اور اپنے لئے جو بھلائی آگے بھیجو گے اُسے اللہ کے پاس پاؤ گے۔

جس کثرت مال میں اللہ اور اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی نہ ہو اُسے باعث ہلاکت قرار دیا۔

{ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ }(3)

یعنی تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔

ii اسلامی تصور ملکیت

شریعت اسلامیہ میں مال کی دو حیثیتیں ہیں۔

پہلی حیثیت: مال کی ملکیتی حیثیت

دوسری حیثیت: مال کی استعمالی حیثیت

﴿الف﴾ مال منقول ہو یا غیر منقول اسلام اس کی شخصی ملکیت کو تسلیم کرتا ہے صاحب استطاعت پر حج کا فرض ہونا، زکوۃ کا لزوم، قربانی کا وجوب، صدقہ فطر کی ادائیگی، عشر کا پیش کرنا، فدیہ، دیت، بیع وشراء، مزارعت، آجر اور اجیر کا تعلق، مالیاتی ادارے، معاون ورکاز میں رب الارض کا حصہ دار

(1) البقرۃ، 272:2

(2) المزمل 20:73

(3) التکاثر، 2,1:102

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہونا، نفلی صدقات وخیرات وغیرہ یہ تمام اُمور شخصی ملکیت کے مظاہر ہیں۔ کیوں کہ اگر کسی شخص کے پاس اتنی رقم ہوگی کہ جو اس کے زادِ سفر کیلئے کافی ہو تو ایسی ملکیت والے شخص پر حج ادا کرنا لازم ہوگا ورنہ حج لازم نہ ہوگا دوسرے مظاہر کو بھی اس پر قیاس کر لیا جائے۔

﴿ب﴾ مال کی جمع آوری کے بعد دوسرا مرحلہ اس مال کے استعمال کا ہوتا ہے شریعت اسلامیہ مال کے استعمال میں مالک کو آزاد نہیں چھوڑتی ہے بلکہ مال کے استعمال میں مال کے مالک کو پابند قرار دیتی ہے کہ مال کو کہاں کہاں خرچ کیا جاسکتا ہے اور کہاں کہاں خرچ نہیں کیا جاسکتا ہے۔

درج ذیل میں استعمال مال کے چند ضابطے بیان کئے جاتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{وَفِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ }(1)

یعنی اور ان کے اموال میں ضرورت مندوں اور محروم لوگوں کا حق ہے۔

نیز فرمایا

{وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ }(2)

یعنی پس رشتہ دار، مسکین اور مسافر کو ان کا حق ادا کرو،

ان آیات میں رشتہ داروں، مساکین، مسافروں، سائلین اور محروم المعیشت افراد کو صاحب مال کے مال کا حق دار قرار دیا گیا ہے جہاں ایک طرف مال موصوفین کا حق قرار پا رہا ہے تو یہ کام (موصوفین کو دینا) صاحبان مال کا فرض قرار پا رہا ہے گویا قرآنی مصارف پر رقم کو خرچ کرنا صاحب مال کیلئے اخلاقی دائرہ کی ہی تکمیل نہیں کرتا بلکہ ضروری اور لازمی دائرہ کو مکمل کرتا ہے اس لئے دینے والا شخص کبھی بھی یہ احساس نہ کرے کہ میں ضرورت مند کی ضرورت پوری کر کے صرف اُسی کی بھلائی کر رہا ہوں بلکہ اسے یہ احساس کرنا چاہئے کہ اس عمل کے ساتھ میں اپنے فرض منصبی کو

(1) الذاریات، 19:51
(2) بنی اسرائیل، 26:17

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پورا کر رہا ہوں کیوں کہ صاحب استطاعت کے مال میں فقیروں، ضرورتمندوں کا باقاعدہ حصہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مال داروں کو اچھا مال خرچ کرنے کا حکم دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ لَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَ لَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ }(1)

یعنی اے ایمان دارو اپنی پاک کمایوں میں سے دوسروں کو بھی دو اور اس میں سے بھی دو جو کچھ ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے، اور دوسروں کو دینے کیلئے ایسی گھٹیا چیز کا ارادہ نہ کرو جو خود تمہیں دی جائے تو تم اس کا لینا گوارہ نہیں کرتے۔

مال داروں کے مال میں غرباء کے حصہ کی موجودگی کا اظہار قرآن مقدس میں ایک دوسرے مقام پر بھی واضح کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا }(2)

یعنی اور جب مال وراثت کی تقسیم کے وقت رشتہ دار، یتامیٰ اور مساکین آجائیں تو اس مال وراثت سے اُنہیں بھی حصہ دو اور ان کے ساتھ اچھے کلام سے پیش آؤ۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

(من كان عنده فضل ظهر فليعد به على من لا ظهر له ومن كان عنده فضل زاد فليعد به على من لا زاد له)(3)

یعنی تم میں سے جس کے پاس ضرورت سے زائد سواری ہے وہ اُسے لوٹا دے جس کے پاس سواری

(1) البقرة ، 267:2
(2) النساء ، 8:4
(3) ابو داؤد، سنن، كتاب الزكاة ، باب في حقوق المال رقم 1693، ص125/2

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں ہے جس کے پاس ضرورت سے زائد سامانِ خوردونوش ہے وہ اُسے لوٹا دے جس کے پاس سامان خوردونوش نہیں ہے۔

قرآن وسنت کی روشنی میں معلوم ہوا کہ مالک مال اپنے مالکانہ حقوق رکھنے کے باوجود مال کے استعمال میں شرعی قواعد وضوابط کا پابند ہے، اگر شرعی ضابطوں کے مطابق مال استعمال کرتا ہے تو مالک کو سرخرو قرار دیا جاتا ہے بصورت دگر دنیا وعقبیٰ میں معتوب قرار پاتا ہے۔

ملکیت رسول کریم ﷺ اور جذبہ ایثار

حضور نبی کریم ﷺ اپنے مال مملوک کو اللہ جل جلالہ کی امانت خیال فرماتے تھے یہی وجہ ہے کہ مال میسر آجانے کے بعد مکمل خرچ کر لینے تک مستعد رہتے تھے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

(لوکان لی مثل احد ذهباً لسرنی ان لا یمر علی ثلاث لیال وعندی منه شیئ الا شیئ ارصده لدین) (1)

یعنی اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہوتو میری خوشی اس میں ہے کہ تین راتیں بھی نہ گزریں کہ میرے پاس مال ختم ہوجائے سوائے اتنے مال کے کہ جسے میں اداءِ قرض کیلئے بچا سکوں۔

مزید ارشاد فرمایا

(فمن توفی من المومنین فترك دیناً فعلی قضاءُه ومن ترك مالا فهولورثته) (2)

یعنی ایمانداروں میں سے جو شخص اپنے ذمے قرض چھوڑ کر مرجائے اُس کے قرض کی ادا مجھ پر لازم ہے اور جو دولت چھوڑ کر مرے وہ دولت اس کے ورثاء کی ہے۔

---

(1) البخاری ،الجامع الصحیح، کتاب فی الاستقراض واداء الدیون والحجر ،والتفلیس،باب اداء الدین ، رقم 2259، ص 842/2

(2) احمدبن حنبل، مسند، کتاب باقی مسند المکثرین ، باب باقی مسندالسابق، رقم 9847، ص 453/2

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تیسری بحث حفاظت مال کا سلبی پہلو

حفاظت مال کیلئے دونوعیت کے عمل سرانجام پاتے ہیں اُن میں سے پہلا عمل تو یہ ہے کہ مال کو تہذیب وتمدن کے قیام کا ذریعہ اور اللہ جل جلالہ کی امانت سمجھتے ہوئے حاصل کرنے کیلئے پیش رفت کی جائے یہ حفاظت مال کا ایجابی پہلو کہلاتا ہے اور اس کا ذکر ہو چکا ہے، دوسرا پہلو یہ ہے کہ مال کو نقصان پہنچانے والے جتنے بھی مفاسد ہیں اُنہیں دور کیا جائے یہ حفاظت مال کا سلبی پہلو کہلاتا ہے۔ یہ تیسری بحث حفاظت مال کے سلبی پہلو سے ہی متعلق ہے۔ حفاظت مال کے سلبی پہلو کے دو حصے ہیں۔

1۔ اخلاقی اور تعلیمی 2۔ قانونی اور تجدیدی

درج ذیل میں ہر دو حصوں کو ذکر کیا جاتا ہے۔

i مال سے دفع مفاسد کا اخلاقی حصہ

مال کو لاحق خطرات ومفاسد سے آگاہی اور وہ افراد جو اپنے یا کسی دوسرے کے مال کیلئے خطرہ بنتے ہیں یا بننے والے ہوتے ہیں اُن کیلئے انتباہ اس حصہ کا عنوان ہے۔ مال کو درپیش مفاسد کے حاملین کی اخلاقی تربیت سے متعلق قرآن وسنت کی بعض تعلیمات حسب ذیل ہیں۔

﴿الف﴾ مال پر ناجائز قبضہ

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

(من اقتطع شبرا من ارض ظلما طوقه الله اياه يوم القيامة من سبع ارضين) (1)

---

(1) مسلم، الجامع الصحيح، كتاب المساقاة، باب تحريم الظلم وغصب الارض وغيرها، رقم 1610، ص1230/3

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی جس شخص نے ایک بالشت بھی زمین ظلم کے ساتھ حاصل کی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سات طبقوں تک کی اُس زمین کو (اس کے گلے میں) طوق بنا کر ڈال دے گا۔

کسی شخص کے مال پر ناجائز قبضہ کرنا چونکہ ظلم ہے تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ظلم کرنے والوں کو گرفتار عذاب ہونے کا پیغام سنا دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ }(1)

یعنی بے شک ظالموں کیلئے دردناک عذاب ہے۔

حرمت ظلم میں حدیث قدسی ہے

(عن ابی ذر عن النبی ﷺ فیما روی عن اللہ تبارك و تعالیٰ انه قال یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلته بینکم محرما فلا تظالموا)(2)

حضرت ابوذر بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے یہ روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کیا ہے اور میں نے تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام کر دیا لہذا تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ نے کہا ہمارے نزدیک مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس کوئی درہم ہو نہ کوئی متاع ہو، آپ نے ارشاد فرمایا میری اُمت کا مفلس شخص وہ ہے، جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوۃ لے کر آئے اور اس شخص نے (دنیا میں) کسی کو گالی دی تھی کسی کو تہمت لگائی تھی، کسی کا مال کھایا تھا، کسی کا خون بہایا تھا، کسی کو مارا تھا پھر اس (دنیا میں منفی کاروائیاں کرنے والا) کی نیکیاں اُن (مظلوم)

---

(1) ابراھیم ، 22:14

(2) مسلم ، الجامع الصحیح ، کتاب البر والصلة والاداب ، باب تحریم الظلم ، رقم 2577، ص1994/4

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

افراد کو مل جائیں گی اور اگر اُن کے حقوق پورے ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں تو ان کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔(1)

مزید ارشاد فرمایا۔

(الظلم ظلمات یوم القیامۃ)(2)

یعنی ظلم قیامت کے دن ظالم کیلئے سخت اندھیرا بنے گا۔

﴿ب﴾ رشوت

مفاسد مال میں سے دوسرا مفسد رشوت ہے۔

رشوت اور مال پر ناجائز قبضہ کی مذمت میں قرآن مقدس میں حکم ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے

{وَلَا تَأْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ }(3)

یعنی اور آپس میں ایک دوسرے کے اموال ناحق طور پر مت کھاؤ اور نہ ہی اُنہیں حکام کے ہاں لے جاؤ تا کہ لوگوں کے مالوں کا ایک حصہ گناہ کے طور کھا جاؤ اور تمہیں علم بھی ہو (کہ یہ فعل ناجائز ہے)

حضور ﷺ نے رشوت دینے اور لینے والے کو اللہ کی رحمت سے دور قرار دیا ہے۔

(عن عبد اللہ ابن عمرو قال لعن رسول اللہ ﷺ المرتشی والمرشی والرائش)(4)

عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے اور لینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

---

(1) مسلم ، الجامع الصحیح ، کتاب البر والصلۃ والاداب ، باب تحریم الظلم ، رقم 2581، ص1997/4

(2) البخاری ، الجامع الصحیح ، کتاب المظالم والغضب، باب الظلم من ظلمات یوم القیامۃ، رقم 2315، ص864/2

(3) البقرۃ،188:2

(4) الطبرانی، المعجم الکبیر، باب الھدیۃ للامراء والذی یشفع عندہ، رقم 1415، ص93/2

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مزید فرمایا

(عن ابی حمید الساعدی قال قال رسول اللہ ﷺ الھدایا للامراء غلول)(1)

ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حکام کو دیئے جانے والے ہدایا اور تحائف ناجائز مال ہیں۔

﴿ج﴾ اسراف

مفاسد مال میں سے تیسرا مفسد فضول خرچی ہے اور نمود و نمائش کیلئے مال کو صرف کرنا۔ اللہ جل جلالہ نے فضول خرچی کے ذریعہ مال ضائع کرنے والوں کو ناپسند فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

{ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ }(2)

یعنی اور کھاؤ اور پیو مگر حد سے نہ بڑھو اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

مزید فرمایا

{ وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا }(3)

یعنی اور رشتہ داروں کو ان کا حق دے اور مسکین اور مسافر کو اور فضول خرچی مت کر، بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔

قرآن مقدس میں فضول خرچی نہ کرنے والے کو اللہ کا خاص بندہ قرار دیا گیا ہے۔

{ وَالَّذِيْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا }(4)

یعنی (رحمان کے بندوں کی ایک نشانی یہ ہے) اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں۔

---

(1) عبدالرزاق، مصنف، رقم 14665، ص147/8

(2) الاعراف، 31:7

(3) بنی اسرائیل، 27,26:17

(4) الفرقان، 67:25

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

﴿د﴾ بخل

جس طرح فضول خرچی مفاسدِ مال میں سے ایک ہے اسی طرح بخل اور کنجوسی بھی مال کے مفاسد میں سے ایک مفسد ہے، کیوں کہ بخل کے ساتھ گردشِ مال رک جاتی ہے، اس طرح اس انفرادی غلطی کا خمیازہ پورے معاشرہ کو بھگتنا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بخل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ناپسندیدہ عمل ہے۔

{ وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ }(1)

یعنی اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے اُنہیں اپنے فضل سے دی، اسے ہرگز اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ (بخل) ان کیلئے برا ہے انہوں نے جس میں بخل کیا تھا وہ عنقریب قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا۔

نیز فرمایا

{ وَالَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ }(2)

یعنی اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے اُنہیں دردناک عذاب کی خبر دے دو۔

نیز فرمایا

{ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ }(3)

یعنی جو دل کی تنگی (بخل) سے محفوظ رہے ایسے ہی لوگ کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔

---

(1) اٰل عمران، 180:3

(2) توبہ، 34:9

(3) الحشر، 9:59

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

﴿۵﴾ قطع رحمی

قطع رحمی، رشتہ داروں سے لڑائی جھگڑا کرنا انسان کو مالی بحران سے دوچار کر دیتا ہے جب کہ صلہ رحمی کے ساتھ مال میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔

(عن انس بن مالك قال سمعت رسول الله ﷺ يقول من سره ان يبسط عليه رزقه او ينسأ في رجاء فليصل رحمه)(1)

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اُس کے رزق میں کشادگی کی جائے یا اُس کی عمر دراز کی جائے وہ صلہ رحمی کرے۔

نیز فرمایا

(لا يدخل الجنه قاطع رحم) (2)

قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔

یہ مال سے متعلق چند اہم مفاسد ہیں ورنہ ان کے علاوہ دیگر مفاسد مال بھی ہیں جیسے جھوٹی قسموں سے مال کی فروخت، خیانت، غلول، ملاوٹ، دھوکہ، جیب تراشی، کفن چوری، جھوٹ وغیرہ۔ یہ وہ مفاسد ہیں جو مال پر اثر انداز ہوتے ہیں ان مفاسد کو حرام قرار دیا جا چکا ہے مگر ان کی کوئی شرعی سزا مقرر نہیں ہے تاہم اصلاح کیلئے تعزیر لگائی جا سکتی ہے۔ اللہ جل جلالہ اور رسول کریم ﷺ نے ان مذکورہ مفاسد اور ان جیسے دوسرے مفاسد کو ناپسند فرمایا ہے اور ان سے بچنے کا حکم دیا ہے کیوں کہ یہ اخلاقی قباحت رکھنے کے ساتھ ساتھ مال پر بھی منفی اثرات رکھتے ہیں۔

---

(1) مسلم ،الجامع الصحيح ، كتاب البر والصلة والاداب ،باب صلة الرحم و تحريم قطيعتها، رقم 2557، ص1982/5

(2) مسلم ،الجامع الصحيح ، كتاب البر والصلة والاداب ،باب صلة الرحم و تحريم قطيعتها، رقم 2556، ص1981/5

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ii مال سے دفع مفاسد کا قانونی حصہ (سزائیں)

مال سے متعلق دو ایسے مفاسد ہیں جن کی گہری منفی تاثیر کی وجہ سے شریعت اسلامیہ میں ان کی سزا کو مقرر کر دیا گیا ہے جسے اصطلاح میں ''حد'' کہا جاتا ہے اور وہ دو مفاسد یہ ہیں۔

۱۔ چوری ۲۔ ڈاکہ

درج ذیل میں ہر دو مفاسد کی تعریفات، انکی حد اور متعلقات حد کو ذکر کیا جاتا ہے۔

﴿الف﴾ سزائے سرقہ (چوری)

1 سرقہ کا مفہوم

1.1 لغوی مفہوم

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں۔ اہل عرب چور اُس شخص کو کہتے ہیں جو کسی محفوظ جگہ میں چھپ کر جائے اور غیر کا مال لے کر چلا جائے اگر وہ چھپ کر لینے کی بجائے ظاہراً لے تو وہ مختلس اور منتہب (اچکا اور لٹیرا) ہے اور اگر زبردستی چھینے تو غاصب ہے۔(1)

علامہ جرجانی لکھتے ہیں۔

'' السرقة هی فی اللغة اخذ الشی من الغیر علی وجه الخفیة }(2)

یعنی لغت میں سرقہ کی تعریف یہ ہے کہ کسی غیر کے مال کو خفیہ طریقہ سے ہتھیانا،

1.2 شرعی مفہوم

شریعت اسلامیہ میں سرقہ کے دو مفہوم ہیں۔

ایک مفہوم سرقہ تو باعتبار حرمت ہے کہ کسی شخص کا خفیہ طور پر کسی دوسرے کے مال کو قبضہ میں لانا خواہ اُس کی مقدار نصاب تک پہنچی ہوئی ہو یا نہ ہو۔ ایسی کاروائی کو اسلام حرام قرار دیتا ہے تاہم اس پر

(1) ابن منظور افریقی ، لسان العرب ، ص156/10

(2) جرجانی ، کتاب التعریفات ص52
ابن عابدین ، ردُ المحتار ،ص82/4

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

''حد'' کو نافذ نہیں کرتا۔

دوسرا مفہوم سرقہ باعتبار حرمت بھی ہے اور باعتبار ''حد'' بھی۔ اور وہ یہ ہے کہ کوئی عاقل، بالغ کسی دوسرے شخص کا مال کہ جس کی مالیت دس درہم تک پہنچ چکی ہو اُسے محفوظ مقام سے چوری کر لے تو اس سارق پر شرعی سزا یعنی ہاتھ کاٹنا واجب قرار پائے گا۔(1)

2 ارکان سرقہ

صاحب فتح القدیر ابن الہمام نے کتاب السرقہ میں جو قابل حد سرقہ کی تعریف کی ہے۔(2) اس سے درج ذیل پانچ ارکان سرقہ معلوم ہوتے ہیں۔

2.1 سارق عاقل اور بالغ ہو۔

2. شئ مسروق دس درہم یا دس درہم کی مقدار کی ہو۔

3. شئ مسروق کو خفیہ طور پر لیا گیا ہو۔

4. شئ مسروق مال ہو اور مملوک غیر ہو۔

5. شئ مسروق (مال) کو کسی محفوظ مقام (حرز) سے چرایا گیا ہو۔

مندرجہ بالا پانچ میں سے دو ارکان (نصاب سرقہ، حرز) فقہاء کی بحث وتمحیص کا زیادہ مرکز رہے ہیں لہذا انہیں کی اہمیت کے پیش نظر قدرے وضاحت سے ذکر کیا جاتا ہے۔

3 نصاب سرقہ

جس مقدار مال کے چوری کرنے سے حد شرعی (قطع ید) لازم آتی اس مقدار میں علماء اسلام کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دس درہم کی مالیت کے مال کی چوری پر ہاتھ کاٹنے کا حکم لگاتے ہیں جب

---

(1) ابن عابدین ، مـن، ص82/4

مرغینانی ، ھدایہ ، 510/2

(2) ابن الھمام ، فتح القدیر مع الھدایہ ، ص649/2

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ دیگر آئمہ ثلاثہ درہم یا چوتھائی دینار کے سرقہ پر ہاتھ کاٹنے کا حکم لگاتے ہیں۔

امام شافعی دینار کے چوتھائی حصہ کی مالیت کے سرقہ پر حد کو لازم قرار دیتے ہیں۔

امام مالک کے نزدیک لائق حد سرقہ تین درہم ہیں۔(1)

امام احمد بن حنبل سے نصاب سرقہ میں مختلف روایات ہیں۔

ابو اسحاق جوزجانی سے ربع طلائی دینار یا چاندی کے تین درہموں کی روایت ہے یا جو ان کی مالیت کے برابر ہو۔امام مالک اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے اور اثرم سے یہ روایت ہے کہ اگر سونے یا چاندی کے علاوہ کسی چیز کی چوری کی ہے تو چوتھائی دینار یا تین درہم کی مالیت نصاب ہے۔علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اُس ڈھال کی چوری میں ہاتھ کاٹ دیا جس کی قیمت تین درہم تھی۔(الجامع الصحیح للمسلم ، باب حدالسرقہ و نصابہا)

علامہ ابن عبد البر نے کہا یہ حدیث اس باب میں صحیح ترین حدیث ہے اور اس میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں ہے اور امام ابو حنیفہ کی مستدل روایت (جس میں ایک دینار یا دس درہم کی ڈھال پر قطع ید کا ذکر ہے) اس پر دلالت نہیں کرتی کہ اس درہم سے کم میں ہاتھ کاٹنا جائز نہیں ہے کیونکہ جو تین درہم کی چوری پر ہاتھ کاٹتے ہیں وہ دس درہم کی چوری پر بھی ہاتھ کاٹتے ہیں(2)

آئمہ ثلاثہ کے استدلال کا جواب

علامہ ابو الحسن مرغینانی حنفی لکھتے ہیں ہماری دلیل یہ ہے کہ جو حدیث نصاب کی زیادہ مقدار پر دلالت کرتی ہے اس باب میں اس پر عمل کرنے میں زیادہ احتیاط ہے کیوں کہ کم مقدار کو نصاب قرار دینے میں عدم جرم کا شبہ ہے اور شبہات سے حدود ساقط ہو جاتی ہیں۔علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں ''جس ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹا گیا اگرچہ اس کی قیمت تین درہم تھی لیکن احادیث میں

(1) مرغینانی ، م۔ن، ص511/2

(2) ابن قدامہ ، المعنی مع الشرح الکبیر ، ص239/10

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ڈھال کی قیمت اس سے زیادہ بھی ذکر کی گئی ہے۔ حاکم نے مستدرک میں ایمن سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں صرف ڈھال کی قیمت پر ہاتھ کاٹا گیا اور اس ڈھال کی قیمت اس وقت ایک دینار تھی۔ علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں کہ ڈھال کی قیمت والی حدیث کو نقل کرنے والے ایمن ہیں اور یہ بات مختلف فیہ ہے کہ وہ صحابی ہیں یا کہ ثقہ تابعی ہیں؟ اگر وہ صحابی ہیں تو پھر کوئی اشکال نہیں اور اگر وہ ثقہ تابعی ہیں جیسا کہ امام ابوذرعہ اور امام ابن حبان نے ذکر کیا ہے تو ان کی حدیث مرسل ہے۔ اور ہمارے اور جمہور علماء کے نزدیک ارسال کوئی عیب نہیں ہے اور حدیث مرسل حجت ہوتی ہے۔ اس لئے اس کا اعتبار کرنا واجب ہے اور اب اس ڈھال کی قیمت میں اختلاف ہو گیا کہ اس کی قیمت تین درہم ہے یا دس درہم۔ پس اکثر کا اعتبار کرنا واجب ہے (ڈھال کی قیمت کے دس درہم ہونے کی روایت جیسے" عن ایمن قال یقطع السارق فی ثمن المجن و کان ثمن المجن علی عہد رسول اللہ ﷺ دینارا او عشرۃ دراھم " (نسائی، سنن ص 228/2) کیوں کہ شریعت نے شہادت کی بنا پر حد ساقط کرنے کو واجب کیا ہے۔(1)

2.2 حرز مفہوم

ارکان سرقہ میں دوسرا اہم رکن "حرز" (محفوظ جگہ) ہے۔ یعنی سرقہ کا حکم نافذ کرنے کیلئے ضروری ہے کہ چور نے بقدر نصاب مال حرز سے چرایا ہو۔ حرز کا مفہوم بیان کرتے ہوئے۔ ملا نظام الدین حنفی لکھتے ہیں۔

"حرز کی دو قسمیں ہیں ایک قسم وہ ہے جو اپنی وضع کے اعتبار سے حرز ہو۔ دوسری قسم وہ ہے جو حفاظت کرنے والے کے اعتبار سے حرز ہو۔ پہلی قسم جیسے مکان، حویلی، دکان اور خیمے وغیرہ۔ یہ

---

(1) ابن ہمام ، فتح القدیر مع الہدایہ ، ص 124/4

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تمام جگہیں حرز ہیں۔ اگرچہ ان میں کوئی حفاظت کرنے والا نہ ہو۔ عام ازیں کہ جب چور نے چوری کی ہے اس وقت دروازہ کھلا ہوا تھا یا اس کا دروازہ ہی نہیں تھا کیوں کہ عمارت کو بنایا ہی حفاظت کیلئے جاتا ہے۔ البتہ چور کا ہاتھ اس وقت کاٹا جائے گا کہ جب وہ مال کو حرز سے باہر نکال لے گا۔۔۔ اور جو حرز محافظ کی وجہ سے ہو اس میں صرف مال اُٹھانے کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹنا واجب ہو جائے گا اور اس دوسری قسم (جو حرز محافظ کی وجہ سے ہو) یعنی وہ حرز جو محافظ کی وجہ سے ہو اس کی مثال یہ ہے جیسے کوئی شخص راستہ صحرا یا مسجد میں بیٹھا ہوا ہو اور اس کے پاس اس کا سامان ہو اور یہ سامان اُس محافظ کی وجہ سے محفوظ ہے وہ اس طرح کہ شخص محافظ اس سامان کے قریب ہو اور قریب کی حد یہ ہے کہ اس سامان کو دیکھ رہا ہو اگر وہ محافظ بعید ہو تو پھر وہ محافظ نہیں ہے۔ (1)

4 سرقہ کی جن صورتوں میں ہاتھ کاٹنا ممنوع ہے

فتاویٰ عالمگیری کی وضاحت کے مطابق درج ذیل صورتوں میں چوری کرنے پر سارق کا ہاتھ کاٹنا ممنوع ہے۔

4.1 جو چیز دارالاسلام میں مباح یا حقیر سی ہو جیسے افتادہ لکڑی گھاس بھوس، سرکنڈا، مچھلی، ہڑتال اور چونا وغیرہ (ہدایہ)

2. مٹی یا پتھر میں مخلوط سونا، چاندی (ظاہر الروایہ)
3. جو چیز جلد خراب ہو جاتی ہے جیسے دودھ، گوشت، تازہ پھل (ہدایہ)
4. درختوں پر لگے پھل یا کھیتوں میں اگی گندم (السراج الوہاج)
5. قحط کے ایام میں طعام کی چوری، طعام خواہ جلد خراب ہونے والا ہو یا دیر سے، حفاظت میں رکھا گیا ہو یا حفاظت میں رکھا ہوا نہ ہو (ذخیرہ)

---

(1) نظام الدین ، فتاویٰ عالمگیری ، ص 179/2

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

6. مٹی کی دیگچی (ہانڈی) (تبیین)
7. درخت کو باغ سے جڑ سمیت چوری کرنا۔ (السراج الوہاج)
8. ایسے ہاتھی دانت کہ جن سے ابھی کوئی چیز بنائی نہ گئی ہو۔ (ایضاح)
9. شیشہ (فتح القدیر)
10. جن جانوروں کا شکار کیا جاتا ہے خواہ وہ وحشی ہوں یا غیر وحشی، بری ہوں یا بحری
11. مہندی، سبزیاں، تازہ پھل، گھاس، پانی، گٹھلی اور جانوروں کی کھالیں سوائے اس کے کہ کھالوں سے مصلی بنالیا گیا ہو۔ (عنابیہ)
12. خمر، خنزیر، پرندے، وحشی جانور، کتے، چیتے، مرغی، بطخ اور کبوتر (تمر تاشی)
13. تنبور، دُف، مزمار اور دیگر آلات موسیقی (السراج الوہاج)
14. طبل اور بربط اگر لہو ولعب کیلئے ہوں تو ان کے چرانے میں حد نہیں ہے اور اگر جہاد کا طبل ہو تو اس میں اختلاف ہے (محیط)
15. پنیر اور روٹی (السراج الوہاج)
16. شطرنج اور جو سرخواہ سونے سے بنائی گئی ہو (محیط)
17. فقہ، نحو، لغت اور شعر وادب کی کتب (السراج الوہاج)
18. قرآن مقدس (السراج الوہاج)
19. تیر (ذخیرہ)
20. سونے یا چاندی کی صلیب تاہم سونے اور چاندی کے جن سکوں پر تصویریں ہوں ان کے حرز سے بقدر نصاب چوری پر حد ہے۔ (عنابیہ)
21. بڑی عمر یا سمجھ دار غلام کے چرانے پر حد نہیں ہے (نہر فائق)
22. دس درہم کی مقدار غیر مؤجل قرض کو مقروض کے مال سے چوری کر لینا۔ اگر قرض مؤجل ہو تو قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ حد ہو مگر استحسان یہ ہے کہ حد نہیں ہے (السراج الوہاج)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

23. نابالغ بیٹے کے مقروض کے مال سے چوری کرنا (محیط)

24. وہ برتن کہ جس میں خمر تھی (محیط)

25. کفن چوری کرنا (کافی)

26. مال غنیمت یا مسلمانوں کے بیت المال سے مال کا چوری کرنا۔

27. جس چیز کی وجہ سے ایک مرتبہ حد لگ چکی ہو، اُسے دوبارہ چرانا۔ (ظہیریہ)

28. حربی مستامن کا مال (1)

علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں۔

29. مسجد کا سامان مثلاً چٹائیاں اور قندیل

30. کعبہ کے پردے

31. وہ کاغذات جن پر کچھ لکھا ہوا ہو۔

32. امانت میں خیانت کرنا۔

33. لٹیرا اور اُچکا

34. اپنے شراکتی کا مال چوری کرنا

35. والدین، اولاد یا دیگر محارم کا مال

36. محرم کے گھر سے کسی اور کا مال

37. زوجین میں سے کسی ایک کا دوسرے کے مال کو چوری کرنا

38. غلام یا لونڈی کا اپنے مالک کا مال چرانا یا لونڈی کا اپنی مالکہ کے خاوند کا مال چرانا

39. مالک کا اپنے مکاتب کے مال کو چرانا

40. حمام یا جس گھر میں جانے آنے کی کوئی پابندی نہ ہو اس جگہ سے مال چوری کرنا

(1) نظام الدین ، فتاویٰ عالمگیری ، ص2/ ملخص 175تا179

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

41. مال چرا کر گھر سے باہر نہ نکالنا

42. کسی گھر میں داخل ہوئے بغیر سوراخ وغیرہ سے مال کا نکال لینا۔

43. قافلہ سے اونٹ یا سامان چرا لینا۔(1)

5۔ چور کا ہاتھ کاٹنے کی شرعی اہمیت

چور کا ہاتھ کاٹنے کی سزا کی اہمیت کا احساس اس امر سے ہوتا ہے کہ اللہ جل جلالہ نے قرآن مقدس میں چور کی سزا ہاتھ کاٹنے کو مقرر فرمایا اور یہ عمل اموال کی حفاظت اور معاشرہ کے دوسرے ایسے افراد جو سرقہ کی سوچ رکھتے ہیں یا سرقہ جیسا گھناؤنا جرم کر رہے ہیں یہ ان کیلئے بطور انتباہ کے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ }(2)

یعنی چوری کرنے والے مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دو یہ اُن کے عمل کا بدلہ اور اللہ کی طرف سے عبرت ناک سزا ہے اللہ بہت غالب اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

قرآن مقدس میں چور کی سزا کیلئے استعمال ہونے والے کلمات میں ایک لفظ ''نکالاً'' استعمال ہوا ہے جس کی وضاحت علامہ ابن منظور افریقی نے ان الفاظ سے کی ہے۔

(نكله عن الشئ اذا صرف عنه و يقال نقل الرجل عن الامر اذا حين عنه قال الجوهري نكلت بفلان اذا عاقبته في جرم اجرمه عقوبة تنكل غيره عن ارتكاب مثله وانكلت الرجل عن حاجته انكالا اذا دفعته عنها) (3)

یعنی جب کسی شخص کو کسی کام سے باز رکھا جائے تو اہل عرب کہا کرتے ہیں ''نکلہ عن الشئ''

(1) ابن ہمام ، م ن ، ص5 /ملخص 133تا 151

(2) المائدۃ 5:38

(3) ابن منظور افریقی ، لسان العرب ، ص 677/11

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور جب کوئی شخص کوئی کام نہ کر سکے تو تب کہا جاتا ہے ''نکل الرجل عن الامر'' جوہری کا کہنا ہے کہ جب کسی شخص کو اُس کے جرم کی ایسی سزا دی جائے کہ جس کی وجہ سے دوسرا شخص اس کام سے باز رہے تو تب اہل عرب کہتے ہیں ''نکلت بفلان'' اور جب کسی شخص کو اس کے کام سے دور کر دیا جائے تو کہا جاتا ہے ''انکلت الرجل عن حاجتہ انکالا''

غرض یہ کہ چور کا ہاتھ کاٹ دینے سے نہ صرف یہ کہ سرقہ کے آلہ کا اتلاف عمل میں آجاتا ہے بلکہ مزید یہ کہ معاشرہ کے وہ افراد جو چوری کا ارتکاب کرنے کی بابت سوچ رکھتے ہیں ان کیلئے بھی سرزنش اور توبیخ ہے اور انہیں ایسا عمل کرنے سے روکنے کا ذریعہ ہے

حضور ﷺ نے تو یہاں تک ارشاد فرما دیا تھا کہ بخدا اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرے گی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دوں گا(1)

﴿ب﴾ سزائے حرابہ (ڈاکہ)

1 مفہوم حرابہ

چوری کو سرقۂ صغریٰ اور حرابہ یعنی ڈاکہ زنی کو سرقۂ کبریٰ کہا جاتا ہے۔ سرقہ کبری بہ نسبت سرقہ صغری کے جرم کے اعتبار سے زیادہ شدید ہے، قطع طریق، راستہ روکنے، مسافروں کو دہشت زدہ کرنے کو سرقہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ ڈاکو سربراہ مملکت اور اس کے امن قائم کرنے والے نمائندگان کی آنکھوں سے چھپ چھپا کر لوٹنے کا عمل کرتا ہے اور کبریٰ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس عمل (ڈاکہ زنی) کا نقصان عام مسلمانوں تک پہنچتا ہے۔

1.1 لغوی مفہوم

علامہ زبیدی رقمطراز ہیں کہ حرب (بسکون الراء) کا معنی ہے جنگ (صلح کی ضد) اور حَرب (بفتح

---

(1) مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الحدود، باب قطع السارق الشریف وغیرہ ....، رقم 1689، ص1316/3

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الراء) کا معنی ہے کسی انسان کا سارا مال لوٹ لینا اور اسے بالکل تہی دست چھوڑ دینا۔(1)

1.2 اصطلاحی مفہوم

ملک العلماء علامہ کاسانی حنفی کی ڈاکہ زنی سے متعلق تعریف سے اصطلاحی مفہوم واضح ہے۔ ''کوئی شخص غلبہ کے ساتھ مسافروں کا سامان لوٹنے کیلئے اس طرح نکلے کہ مسافروں کا اس راستہ پر سفر کرنا مشکل ہو جائے، ڈاکہ ڈالنے والا ایک فرد ہو یا جماعت جب کہ ڈاکو کے پاس ڈاکہ ڈالنے کی قوت ہو خواہ اُس کے پاس ہتھیار ہوں یا لاٹھی یا اینٹ یا پتھر ہوں کیوں کہ ان میں سے ہر چیز کے ساتھ ڈاکہ ڈالا جاسکتا ہے۔ خواہ سبھی حملہ کریں یا بعض حملہ کریں اور بعض معاون ہوں''(2)

2 ڈاکہ کے جرم کی تفصیل اور سزا سے متعلق فقہاء کی آراء

2.1 ڈاکو کے فقط دھمکانے کی سزا

ڈاکہ زنی اپنے ابتدائی حالات میں جب فقط ڈرانے اور دھمکانے تک محدود ہو تو ایسے ڈاکو کو سزا میں علماء اسلام کی مختلف آراء ہیں۔

ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں کہ

جب ڈاکو راستہ میں ڈرائیں اور دھمکائیں مگر نہ تو قتل کریں اور نہ ہی مال لوٹیں تو ان ڈاکوؤں کو زمین سے نکال دیا جائے گا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

{ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ }(مائدہ، 33)(3)

یعنی یا زمینوں سے دور کر دیئے جائیں۔

علامہ ابوبکر رازی جصاص حنفی لکھتے ہیں۔

(مذکور ڈاکو کو) زمین سے نکالنے کی تین صورتیں ہیں۔

---

(1) زبیدی، تاج العروس 206/1

(2) کاسانی، بدائع الصنائع، ص 90/7

(3) ابن قدامہ، المغنی، ص 308/10

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ کہ ڈاکو کو تمام زمینوں سے نکال دیا جائے۔

یہ کہ ڈاکو نے جس شہر میں ڈاکہ زنی کی ہے اس شہر سے نکال دیا جائے۔

یہ کہ ڈاکو کو دارالاسلام سے نکال دیا جائے۔

پہلی صورت مراد لینا اس لئے درست نہیں ہے کہ تمام زمینوں سے نکال دینا اسی صورت میں متصور ہوسکتا ہے جب کہ ڈاکو کو قتل کر دیا جائے اور قتل کرنے کا ذکر اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ دوسری صورت اس لئے درست نہیں ہے کہ اگر ڈاکو کو دوسرے شہر کی طرف نکالا جائے گا تو وہ وہاں جا کر ڈاکے ڈالے گا اور لوگوں کو نقصان پہنچائے گا اور تیسری صورت اس لئے صحیح نہیں ہے کہ مسلمان کو دارالحرب میں بھیجنا صحیح نہیں ہے۔

پس ثابت ہوا کہ یہاں ''نفی الارض'' کا معنی یہ ہے کہ اسے تمام زمینوں سے نکال کر اس زمین میں رکھا جائے کہ جس میں اُسے قید رکھا جائے جہاں پر اُس کا فساد کرنا ممکن نہ ہو۔(1)

امام شافعی لکھتے ہیں۔

اگر ڈاکو صرف ڈرائیں، قتل کریں نہ ہی مال لیں تو انہیں تعزیر لگائی جائے گی(2)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں۔

جب امام کو یہ علم ہو جائے کہ کوئی شخص یا گروہ مسافروں کی گھات لگا کر بیٹھتا ہے اور راستہ میں ڈراتا ہے لیکن ابھی تک انہوں نے نہ تو کسی کا مال لیا ہے اور نہ ہی کسی کو قتل کیا ہے تو وہ اُسے پکڑوا کر قید وغیرہ کی سزا دے۔

ابن سریج نے کہا اس صورت میں انہیں کسی اور جگہ قید کرنا زیادہ بہتر ہے۔ کیوں کہ ڈاکوؤں کو ڈرانے اور دہشت زدہ کرنے کیلئے یہ زیادہ مؤثر تدبیر ہے(3)

---

(1) جصاص ابو بکر رازی حنفی ، احکام القرآن ، ص412/2

(2) شافعی ، محمد بن ادریس ، کتاب الام ، ص152/6

(3) نووی شافعی ، روضۃ الطالبین ، ص156/10

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام سحنون بن سعید تنوخی لکھتے ہیں۔

علامہ ابن قاسم نے کہا کہ امام مالک نے فرمایا کہ اُن (وہ ڈاکو جنہوں نے نہ ڈرایا، نہ مال لیا اور نہ ہی قتل کیا) کی سزا یہ ہے کہ انہیں کوڑے لگائے جائیں اور انہیں شہر بدر کیا جائے اور جس شہر میں انہیں بھیجا جائے اس میں اُنہیں قید کر دیا جائے (1)

2.2 ڈاکو کے فقط لُوٹنے کی سزا

علامہ کاسانی حنفی لکھتے ہیں

جس ڈاکو نے مال لیا ہو اور قتل نہ کیا ہو اس کا ہاتھ اور پیر مخالف جانب سے کاٹ دیا جائے (2)

علامہ موفق الدین حنبلی لکھتے ہیں۔

اگر ڈاکو صرف مال لے تو اس کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹ دیا جائے گا۔(3)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں۔

اگر ڈاکو نے چوری کے نصاب کے مطابق سامان لیا ہو تو اُس کا دایاں ہاتھ اور بایاں پیر کاٹ دیا جائے اور اگر وہ دوبارہ ڈاکہ ڈالے تو اس کا بایاں ہاتھ اور دایاں پیر کاٹ دیا جائے گا اور اگر نصاب سے کم لیا ہو تو اسکے ہاتھ اور پیر کو نہیں کاٹا جائے گا (4)

علامہ سحنون مالکی لکھتے ہیں

امام ابن قاسم نے کہا ہے کہ امام مالک نے فرمایا کہ جس ڈاکو کا ایک ہاتھ اور ایک پیر کاٹا جا چکا ہے اور وہ دوبارہ ڈاکہ ڈالے تو امام کو اختیار ہے کہ وہ اس کا دوسرا ہاتھ اور پیر بھی کاٹ ڈالے۔(5)

---

(1) سحنون ، المدونة الكبرىٰ ص429/4

(2) كاساني ، بدائع الصنائع ، ص93/7

(3) ابن قدامه ، م ن ، ص306/10

(4) نووي ، م ـ ن، ص156/10

(5) سحنون، م ـ ن، ص 431,430/4

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

2.3 ڈاکو کے فقط قتل کرنے کی سزا

علامہ کاسانی حنفی لکھتے ہیں

جس ڈاکو نے قتل کیا ہو اور مال نہ لیا ہو تو اُسے قتل کر دیا جائے۔(1)

قاضی ابوالولید ابن رشد مالکی لکھتے ہیں۔

اگر ڈاکو نے قتل کیا ہو تو اُسے قتل کرنا ضروری ہے اور امام کو اس کے ہاتھ اور پیر کاٹنے یا قید کرنے کا اختیار نہیں ہے۔(2)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں۔

اگر ڈاکو نے قتل کیا ہو تو اُسے قتل کرنا ضروری ہے اور یہ قصاص کی طرح نہیں ہے۔(3)

علامہ موفق الدین ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں۔

اگر ڈاکوؤں نے قتل کیا ہو اور مال نہ لیا ہو تو انہیں قتل کیا جائے گا اور سولی نہیں دی جائے گی۔امام احمد سے دوسری روایت کے مطابق انہیں سولی دی جائے گی۔(4)

2.4 ڈاکو کے قتل کرنے اور مال لوٹنے کی سزا

علامہ ابوالحسن مرغینانی حنفی لکھتے ہیں

امام محمد نے یہ کہا ہے کہ ڈاکو کو قتل کیا جائے یا سولی چڑھا دیا جائے اور اس کا ہاتھ اور پیر نہیں کاٹا جائے گا نیز قتل سے کم سزا قتل میں داخل ہو جاتی ہے جیسا کہ حد سرقہ حد رجم میں داخل ہو جاتی ہے۔ (مثلاً کسی نے چوری بھی کی ہو اور ساتھ زنا بھی کیا ہو تو اس مجرم کو فقط رجم کیا جائے گا اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔(5)

---

(1) کاسانی ، م ن ، ص 93/7

(2) ابن رشد ، بدایۃ المجتہد ، ص 341/2

(3) نووی، م ن، ص 156/10

(4) ابن قدامہ ، م ن ، ص 204/10

(5) مرغینانی ، ھدایہ اولین ، ص 536

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں۔

اگر ڈاکو نے قتل کیا اور مال لیا تو اسے قتل کیا جائے اور اسے سولی دی جائے گی اور یہ اس وقت ہے جب مال نصاب کے برابر ہو۔(1)

علامہ ابوالقاسم خرقی حنبلی لکھتے ہیں۔

جس ڈاکو نے قتل کیا اور مال لیا اُسے قتل کیا جائے گا خواہ صارف مال معاف کر دے اور سولی دی جائے گی حتی کہ اس کہ شہرت ہو جائے اور لاش اس کے وارثوں کے حوالہ کر دی جائے گی۔(2)

علامہ سحنون مالکی لکھتے ہیں

میں نے امام ابن قاسم مالکی سے پوچھا اگر ڈاکو قتل کرے اور مال بھی لوٹ لے تو کیا اس کا ہاتھ اور پیر کاٹا جائے گا ور اسے قتل کیا جائے گا یا اُسے صرف قتل کیا جائے گا اور اس کا ہاتھ اور پیر نہیں کاٹا جائے گا؟ اس پر امام مالک کا کیا قول ہے؟ امام ابن قاسم نے فرمایا اُسے ہر صورت میں قتل کیا جائے گا (خواہ قاضی کی رائے میں اس کا ہاتھ اور پاؤں کاٹنا ضروری ہو یا ضروری نہ ہو)(3)

3۔ قرآن وسنت میں محاربین کی سزا کا حکم

قرآن مقدس میں ڈاکوؤں کی بابت ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ط ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهِمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ }(4)

یعنی وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے پھرتے ہیں اور زمین میں دنگا فساد کی کوشش

(1) نووی ، م ن ،ص157,156/10

(2) الخرقی ، عمر بن الحسین ، مقنع مع المغنی ، ص299/10

(3) سحنون ، م ن، ص299/10429/4

(4) مائدہ ، 33:5

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں لگے رہتے ہیں (یعنی ڈاکہ ڈالتے ہیں) تو ان کی سزا یہ ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے یا سولی دے دیئے جائیں یا ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں مخالف جانبوں سے کاٹ دیئے جائیں یا وہ شہر بدر کر دیئے جائیں یہ ان کی دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کیلئے بڑا عذاب ہے سوائے ان لوگوں کے جو تمہارے گرفتار کرنے سے پہلے توبہ کر لیں سو جان لو کہ اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا بہت مہربان ہے۔

امام رازی شافعی نے آیہ مذکورہ کی تفسیر میں چار قول ذکر کئے ہیں۔

پہلا قول: یہ آیت عرینیین کی بابت نازل ہوئی۔

دوسرا قول: یہ آیت ابو برزہ اسلمی کی قوم کی بابت نازل ہوئی، قوم کے لوگوں نے انہیں قتل کر دیا اور ان کا مال لوٹ لیا جبکہ ابو برزہ کا حضور علیہ السلام کے ساتھ معاہدہ تھا۔

تیسرا قول: یہ آیت بنو اسرائیل کے قاتلوں اور مفسدوں کی بابت نازل ہوئی۔

چوتھا قول: یہ آیت مسلمان ڈاکوؤں کی بابت نازل ہوئی اور اکثر فقہائے اسلام کا یہی نظریہ ہے (1)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عرینہ کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ آئے، اُنہیں وہاں کی آب و ہوا موافق نہ آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا" اگر تم چاہو تو صدقہ کی اونٹنیوں کے باڑہ میں جاؤ اور ان کا دودھ اور پیشاب پیو، انہوں نے اسی طرح کیا اور تندرست ہو گئے۔ پھر انہوں نے اونٹوں کے چرواہوں پر حملہ کیا اور انہیں قتل کر دیا اور دین اسلام سے مرتد ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کے اونٹ لے کر بھاگ گئے۔ جب نبی کریم ﷺ تک یہ خبر پہنچی تو آپ نے ان کے تعاقب میں لوگوں کو بھیجا، انہیں پکڑ کر لایا گیا، آپ نے

(1) رازی، تفسیر کبیر، ص396/3

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان کے ہاتھوں اور پاؤں کو کٹوا دیا اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروائیں اور انہیں تپتے ہوئے صحراء میں چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔(1)

حدیث مذکور کے چند پہلوؤں کی وضاحت

حضور ﷺ نے وحی کے ذریعہ پہچان لیا تھا کہ ان کی صحت اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پینے میں موجود ہے اس لئے انہیں دودھ کے ساتھ پیشاب پینے کا بھی حکم دیا (حرام چیزوں کے ساتھ علاج میں فقہاء اسلام کا اختلاف ہے)

عرینین کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دی گئیں یہ عمل آیت محاربہ کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔حدود کا حکم نازل ہو جانے کے بعد ایسا عمل ناجائز قرار پا چکا ہے۔

حضور ﷺ نے ان کے ساتھ جو کچھ کیا یہ وہی کچھ تھا جو انہوں نے اونٹوں کے چرواہوں کے ساتھ کیا تھا۔ان ڈاکوؤں نے پانچ جرم کئے تھے۔

۱۔اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے

۲۔انہوں نے ڈاکہ ڈالا

۳۔انہوں نے سرکاری چرواہوں کو قتل کیا

۴۔سرکاری چرواہوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے۔

۵۔چرواہوں کی آنکھوں میں کانٹے چبھوئے۔

حضور ﷺ نے ان سے قصاص لیا اور ان پر اللہ کی حدود کو جاری کر دیا۔

---

(1) مسلم ، الجامع الصحیح ، کتاب القسامۃ والمحاربین والقصاص والدیات، باب حکم المحاربین والمرتدین ، رقم 1671، ص1296/2

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari